سید محمد معاویہ بخاری

دیکھتے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو؟

تاریک راتوں میں اٹھ کر اپنے رب کے خوف سے لرزتے، گڑ گڑا کر روتے کرلاتے، مناجاتیں کرتے، اپنی اور ملک وقوم کی نجات اور مغفرت وعافیت طلب کرنے والے کہاں گئے؟ وہ جن کے چہرے احوالِ آخرت سن کر زرد پڑ جاتے، حزن وملال جن کی آنکھوں میں آنسوؤں کی صورت رواں رہتا وہ کہاں ہیں؟ دن کی روشنی میں جن کے وجود رحمت وبرکت اور امن وسلامتی کی علامت بن کر دمکتے تھے۔ وہ جن کی دیانت، امانت کے طفیل بے حساب رزق اترتا تھا، وہ عدل وانصاف کے پیکر جن کی عدالت میں کبھی کسی پر ظلم نہیں ہوا تھا۔ عاجزی، انکساری اور اطاعت کے وہ نایاب نمونے اب کس دیس بستے ہیں کہ ان کی ضرورت آن پڑی ہے، بے دینی، بے عدلی، بددیانتی، بدتہذیبی، بے حیائی، بے غیرتی، بدنظری، بے شرمی، بداخلاقی، ناشکری اور ظلم وجبر کی ہلاکت انگیز وارداتیں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ مخلوقِ خدا بلبلا اٹھی ہے۔ ناہنجار مقتدروں کا شرذمہٴ قلیلہ وہ کچھ کرنے جارہا ہے جو پوری قوم کے لیے تباہ کن ہوگا۔ بدنصیب اخلاف نے علم وعمل، اخلاق وہنر، صدق وصفا، شرم وحیا، رشد وہدایت، عزم وہمت، عفت وعصمت کے معنی ومفہوم ہی بدل ڈالے ہیں۔ انجام بد سے بے خبر نہیں جانتے کہ

چشم ایام سے خوں بن کے برستا ہے جلال
جب وہ اخلاف کی نکبت پہ لہو روتی ہے

ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت میں جو بات سمجھ آئی ہے وہ یہ کہ تکوینی طور پر قوموں کے عروج وزوال کے اسباب، ان کی عملی زندگی اور ترجیحی فیصلوں سے پیدا ہوتے ہیں اور سزا وجزا کے معاملات بھی مجتمع اکثریت کے اقوال وافعال کو مدنظر رکھ کر ہی طے کیے جاتے ہیں۔ اچھے اور برے نتائج مرتب ہونے کا یہ سلسلہ روزِ اوّل سے یونہی اور انہی ضابطوں کے ماتحت ہی چلتا آرہا ہے۔ بطور ثبوت قرآن مجید کی سینکڑوں آیات بینات موجود ہیں جن میں بنی نوع انسانیت کو متنبہ ومطلع کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ تم سے پہلے بھی کئی قومیں ایسی ہو گزری ہیں جو خوشحال بستیوں، شہروں اور سلطنتوں میں آباد تھیں، انہیں بھی اقتدار واختیار کا مالک بنایا گیا تھا۔ نعمتوں اور عافیتوں سے انہیں بھی متمتع ہونے کا پورا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار انعامات واکرامات کے عوض ان سے بھی صرف اپنی بندگی اور احکامات کی تابعداری کا مطالبہ ہی کیا تھا۔ خودسری اختیار کرنے، تکبر ونخوت سے جینے اور من چاہی گمراہ کن زندگی گزارنے کے فیصلہ کو ظالمانہ اور تباہ کن نتائج کا حامل بتایا گیا۔ ”قصص القرآن“ میں بڑی وضاحت کے ساتھ ان بدنہاد اقوام کے طرزِ عمل کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اللہ کی نعمتوں پر شکرگزار نہ بن سکیں۔ احکاماتِ الٰہیہ کی تضحیک واستہزاء جن کا وطیرہ بنا رہا۔ چنانچہ انہی جرائم کی پاداش

میں وہ مستوجب عذاب قرار پائیں۔کسی حتمی فیصلہ سے پہلے ان کی رہبری ورہنمائی کے لیے پروردگارِ عالم کے منتخب نمائندے انبیاء ورسل بھیجے گئے۔اتمام حجت کے لیے مقدس کتابیں نازل کی جاتی رہیں۔محیر العقول معجزات سے حق وباطل کافرق واضح کیا گیا۔لیکن جن کی عقلیں ماری گئی تھیں،جن کے دلوں پر گمراہی کے بھاری قفل پڑ گئے تھے،جن کی بصیرت وبصارت کو مادیت کی عارضی چکاچوند نے سلب کرلیا تھا،ہدایت ورہنمائی کا کوئی ذریعہ ووسیلہ بھی ان میں ذرہ بھرتغیر نہ لاسکا۔وہ اپنے اقتدار واختیار کی وسعت کوتنبیہ آمیز مہلت کے بجائے خداوند عالم کے ہاں اپنی مقبولیت و پسندیدگی پرمحمول کرتے رہے،ان کی ہٹ دھرمی ایسی تھی کہ افعال قبیحہ ومذمومہ کی غلط تاویلات وتشریحات کومنشاء الٰہی اوردینی تعلیمات کے مطابق قرار دیتے رہے'اپنے تئیں خوش فہمی کے شکار یہ گروہ پوری تندہی سے کار بد میں مبتلا تھے کہ عذابِ الٰہی نے اچانک ہی انہیں آن دبوچا تھا۔قرآن مجید نے اس عبرت ناک انجام کا احوال بیان کرتے ہوئے ارشادفرمایا ہے کہ ان کی ہلاکت اورتباہی وبربادی کا فیصلہ ہرگزظلم نہیں تھا بلکہ معذب لوگ اپنی بے جاہٹ دھرمی،ڈھٹائی اورتکبر جیسے قبیح افعال کے ساتھ خوداپنے پرظلم کرنے والے تھے۔وہ ایسے نہیں تھے کہ اگرانہیں اورڈھیل یا مہلت دی جاتی تو وہ ایمان لے آتے اور احوال سنوارکر ہدایت پاجاتے۔اللہ کے برگزیدہ بندوں کی تنبیہات اورنصیحتوں کوانہوں نے کبھی لائق اعتناء سمجھا ہی نہیں تھا۔حق وباطل کے مابین ظاہر کھلے فرق کودیکھنے سمجھنے کے باوجودمتکبرانہ ضد پر قائم رہے۔چنانچہ اتمام حجت کے بعد ہی ان کی بساط حیات واقتدار لپیٹ دی گئی،انہیں صفحۂ ہستی سے نابود کردیا گیا اورآج ان کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔بقول قرآن: **فھل تریٰ لھم من باقیہ؟** پھرارشادفرمایا:''ان کی تباہی وبربادی کے بعد ہم تمہیں (امت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو) لے آئے جونعمتیں تم سے پہلے لوگوں کوحاصل تھیں ان سب کا مالک بنادیا،تمہارے اقتدارواختیار کی حدودبھی وسیع تر کردی گئیں مگراطیعواللہ واطیعوالرسول کا ضابطہ وہی ہے جوتم سے پہلے لوگوں کے لیے مقررتھا۔تمہیں اعزاز واکرام بھی اسی لیے بخشا گیا ہے کہ اللہ دیکھنا چاہتا ہے اس مہلت راحت وعافیت میں تم کیسے اعمال کرتے ہو۔(س:یونس:پ۱۱)

کتاب ہدایت قرآن مجید کی بیان کردہ تنبیہ آمیز تفصیل سے واضح ہورہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک کے بعد ایک قوم کو عروج وزوال کی لذتوں اورصعوبتوں سے آشنا کرتے رہے ہیں۔اسی تکوینی قانون کے تحت ہی اللہ نے انسٹھ برس قبل مسلمانانِ برصغیر پربھی فضل عظیم فرمایااورمغل شہنشاہوں کی عیش پرستیوں کے سبب انجام کاربطورسزاکم وبیش دوصدیوں تک مسلط رہنے والے فرنگی جبرواستبداداورمکارومنافق ہندوکی نفرت انگیز مذہبی،سیاسی،معاشی ومعاشرتی قیدوبند سے نجات عطافرمائی اورایک علیحدہ آزاد مسلم مملکت کے مضمحل خواب کوسنہری تعبیر سے ہمکنار کیا۔عہد حاضر کا روشن خیال قبیلہ بے شک اس سچائی کوتسلیم نہ کرے مگر حقیقت یہی ہے کہ ہماری آزادخوامنگوں،آرزوؤں کی بنیادان وعدوں پرہی استوارتھی کہ اللہ تعالیٰ نے اگرمقہور مسلمانوں کے خواب کوحقیقی تعبیر سے ہمکنار کیا تو وہ شہنشاہی دور کی غلطیاں نہیں دہرائیں گئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تابعداری کویقینی بنائیں گے۔امورمملکت سے لے کرمعاشرتی رویوں تک اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے فرمودات کی عمل داری ہوگی۔قرآن وسنت کی بالادستی ہوگی۔منکرات وفواحش سے اجتناب اورنیکی وتقویٰ کوفروغ دیا

جائے گا۔ تعلیم و تعلم اور معاش و معاد کے تمام اصول و ضوابط احکامات شریعت مطہرہ کی روشنی میں ترتیب دیئے جائیں گے ۔آئین و قانون کی بنیاد بھی قرآن و سنت پر رکھی جائے گی ،عدل و انصاف اور ترقی و خوشحالی کے تمام لوازم سب کے لیے یکساں ہوں گے ۔فرنگی روایات کا وہ طریقۂ بد جو عام و خاص کی تفریق پر مبنی تھا اور ہندوستان میں کم و بیش دو صدیوں تک جسے پروان چڑھایا گیا تھا' اسے نہ صرف بہ یک حکم ختم کر دیا جائے گا بلکہ معاشرہ میں اس کی ترویج کے تمام ذرائع بھی مسدود کر دیئے جائیں گے اور اس لیے کر دیئے جائیں گے کیونکہ......

خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

مگر ہوا کیا؟ اللہ کے فضل و کرم ،اس کی عنایات بے پناہ کی لاج نہیں رکھی گئی ۔صرف چند برسوں بعد ہی دین اسلام اور علماء اسلام کے خلاف بدزبانی اور اتہامات کا وہ طوفان اٹھا کہ آرزوؤں ،تمناؤں کی بستیاں تاراج ہوگئیں ،خوش فہمیوں کے نازک فانوس پتھر دلوں کی سختی سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے ۔وعدوں کے گلاب جھلس کر راکھ بن گئے ۔آنکھوں میں تیرتے خواب ایسی بھیانک تعبیروں میں ڈھل کر ظاہر ہونے لگے کہ پھر کسی خوشنما خواب کی تشکیل ہی ممکن نہ رہی ۔مسند اقتدار ملتے ہی فرعون صفتوں نے انا ربکم الاعلیٰ کی للکار بلند کر دی ۔یہ سلسلۂ عنانیت آج تک بلاتغیر یونہی چلا آتا ہے ۔اسلامی مملکت میں اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ ناروا مذاق اور بے رحم دل لگی ۵۹ برسوں سے جاری ہے ۔چہرے اور نام بدلے ہیں ،کام نہیں بدلے ۔پہلے ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان تھے اب ہماری شناخت کے لیے اسلام نہیں رہا بلکہ امریکہ ،برطانیہ اور دیگر عیسائی ممالک کی طرح ''ڈیموکریٹک ریپبلک آف پاکستان'' کی نئی بدہیئت شناختی علامت ہماری پیشانیوں پر ثبت کر دی گئی ہے ۔اب مذہب ہو کہ سیاست ،تعلیم ہو یا ثقافت ،تہذیب ہو کہ تمدن' سب بے لباس ہیں اور روشن خیالی کے تالاب میں کھڑے غسل صحت فرما رہے ہیں ۔گزشتہ سات برسوں کے دوران ایک نیا اسلام متعارف ہوا ہے ۔ایسا اسلام جو تعلیم گاہوں میں رقص و موسیقی کی تربیت بھی لازمی قرار دیتا ہے جو سودی بینکاری کو اسلامی بینکاری کے عنوان سے رواج دینے پر مصر ہے ۔جو زنا بالرضا کو بھی قابل دست اندازی قانون نہیں سمجھتا ۔ایسا اسلام جو شراب کی علانیہ پروڈکشن اور فروخت سے معاشی ترقی کی منازل طے کرانا چاہتا ہے ۔ایسا اسلام جو چور کے ہاتھ نہیں کاٹتا ،ڈاکوؤں اور قاتلوں کی سزائیں تو معاف کر دیتا ہے لیکن مسجدوں ،مدرسوں کے خستہ حال مکینوں کو دہشت گرد قرار دیتا بلکہ قانون کے شکنجے میں کستا ہے ۔بارود کی بارش سے انہیں معدوم کر دیتا ہے ۔ایسا اسلام جو عورت کے حجاب کو روشن خیال اجتہاد کے تحت گئے زمانے کے بیوقوف لوگوں کی اختراع بتاتا ہے جو بے لگام ناچوں ،گویوں اور مغرب پسند نرتکیوں کو اسلامی فن و ثقافت کا سفیر قرار دیتا ہے ۔ان دنوں ٹی وی ،ریڈیو ،اخبارات و جرائد ،محافل و مجالس ہر جگہ اسی اسلام کا بول بالا ہے ۔جو اسلام محمد کریم علیہ التحیۃ والتسلیم لے کر مطلع کائنات پر طلوع ہوئے تھے اب وہ انتہا پسندی ،بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے عنوانات سے منسوب ہو کر متروک بنا دیا گیا ہے ۔۱۵ر نومبر ۲۰۰۶ء کو جدید و روشن خیال اسلام کے نفاذ کے لیے مزید پیش رفت ہوئی ہے ۔حکومت نے تحفظ حقوق نسواں بل منظور کر کے ایک اور معرکہ سرانجام دیا ہے ۔ایسا سنگ میل عبور کر لیا ہے جس کی دھوم

امریکی و یورپی ایوانوں تک پھیلی ہوئی ہے۔قوم کو مبارک ہو کہ انتہا پسندی، بنیاد پرستی اور دہشت گردی کی حزن وملال آمیز تاریخ کے پامال مرقد پر بالآخر روشن خیالی واعتدال پسندی کی شمع فروزاں ہوگئی ہے۔اب چہار سو روشنی ہی روشنی ہے۔ملک بھر کے روشن خیال نئے اسلام کی نئی تشریحات بیان کرتے ہوئے پھولے نہیں سماتے۔ایک حکومتی حلیف جماعت کی طرف سے یہ اعلان ہوا ہے کہ ہر سال ۱۵رنومبر کو یوم تشکر منایا جائے گا۔دو وقت کی روٹی کے لیے ہلکان ہوتی قوم کو تحفظ حقوق نسواں بل کی یک طرفہ منظوری کا مژدۂ جاں فزا سناتے ہوئے بصد فخر وناز اعلان کیا گیا ہے کہ سات سالہ محنت شاقہ کے بعد ۵۹ سال کی محرومیوں کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔قائداعظم کے مطلوب ومقصود حقیقی پاکستان کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا ہے۔اقبال کے بے بال وپر شاہینوں کو نوید مسرت دے کر شادیٔ مرگ کی کیفیتوں سے سرشار کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اقبال کا وہ تابندہ و پائندہ خواب جو برسوں سے شرعی احکامات کے نوکیلے پن سے لہورنگ تھا' اجتہادِ نو کے طفیل اُسے مرہم تعبیر نصیب ہوگیا ہے۔مولویوں کے مرتب کردہ ضخیم وزنگ آلود انتہا پسندانہ فلسفۂ اسلام کے بوجھ تلے دبے سسکتے معاشرے کو نئے روشن خیال اسلام کی آکسیجن فراہم کر دی گئی ہے۔صدر مملکت نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے نسواں بل منظور کرانے والے تمام سیاسی حلیفوں کا فرداً فرداً نام لے کر شکریہ ادا کیا ہے مگر وہ عاصمہ جہانگیر، کشور ناہید، حنا جیلانی، اقبال حیدر، ڈاکٹر جاوید اقبال اور آئی اے رحمٰن جیسے دیگر کئی نامور روشن خیالوں کا شکریہ ادا کرنا بھول گئے۔لیکن ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ ذرا سوچیے سے ذرا دیکھیے تک جو کچھ ہوا ہے۔بہت عبرت ناک اور پرعذاب ہے۔

وزیراعظم شوکت عزیز کہتے ہیں کہ صدر مشرف اور موجودہ حکومت نے خواتین سے ان کے حقوق کے حوالہ سے جو وعدہ کیا تھا' اُسے پورا کر دیا گیا۔یہ ایک تاریخی کارنامہ ہے جس کا کریڈٹ موجودہ حکومت کو جاتا ہے۔کاش وزیراعظم سے کوئی جا کر یہ کہہ دے کہ ایک وعدہ ہم نے اپنے خالق ومالک سے بھی کیا تھا۔وہ وعدہ جس کی بنیاد پر ہمیں آزادی کی نعمت عطا ہوئی۔مملکت کا حصول ممکن ہوا' وہ وعدہ بھی کسی کو یاد ہے۔اس کی تکمیل کب ہوگی، کیسے ہوگی اور کون کرے گا؟ آزادی وخود مختاری اور اقتدار جیسی نعمتیں ہمیں اسی لیے دی گئی تھیں کہ ہم اللہ کے فرماں بردار رہیں گے۔اس کے احکامات سے روگردانی نہیں کریں گے۔ہم نے آئینی دستاویز میں بھی اسی وعدہ کی شقیں رقم کیں۔مگر بہت جلد الٹے پاؤں پھر گئے۔سب کچھ وعدوں کے خلاف ہونے لگا اور اب تو حد ہوگئی ہے...... بڑے سفاک لہجے میں کہا جارہا ہے ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، ہم ایسے ہی اقدامات کرتے چلتے جائیں گے، اپنی راہ میں رکاوٹ بننے والوں کو پوری قوت سے کچل دیا جائے گا۔اس تکبر آمیز گفتگو کا لب ولہجہ بالکل وہی ہے جو پہلے سرکشوں اور باغیوں کا تھا۔جنہوں نے ہر بھلی بات اور نصیحت کو بے رحمی سے دھتکار دیا تھا۔اور جس کے باعث وہ اللہ کی پکڑ میں آگئے۔کیا سابق معذب اقوام کی طرح ہم بھی کسی ہولناک انجام سے دوچار ہونے جارہے ہیں؟ کیا ہمارے مقتدر سوچیں گے کہ مالک الملک نے انہیں یہ اقتدار بطور امانت سونپا ہے اور اس تنبیہ کے ساتھ سونپا ہے کہ تم سے پہلے بھی کئی لوگ یہاں تخت نشیں تھے۔ان کا انجام مت بھولنا۔اب تم کو اقتدار دیا گیا ہے ......دیکھتے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو؟